اور لادین ہے چونکہ وہ اپنا آدمی ہے" لہٰذا اس کی پشت پناہی کی جائے۔ اور اب کہ ان اپنے آدمیوں کی تیسری نسل سے یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ ایک حد تک اس میں کچھ کمی آئی، تو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں جب ملازمین کی دینی حیثیت کی چھان پھٹک بھی کی گئی۔ اس کے علاوہ کسی شخص یا جماعت کا عہد حکومت اس لعنت سے پاک نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں ملازمتوں اور عہدوں کی بندر بانٹ سے نفرتیں پیدا ہوئیں۔ مہاجر قومی موومنٹ، جئے سندھ، سرائیکی قومی موومنٹ، پنجابیت، پشتون ازم، بلوچ ازم ــــ اور نہ جانے ابھی کتنے ناگ اپنی بلوں سے نکلیں گے اور نفرتوں کے یہ ناگ اُمتِ مسلمہ کی اکائی کو تقسیم در تقسیم کے ذلیل ہتھکنڈے کے ذریعے کتنے دائروں میں بانٹ دیں گے جب نفرتوں کی آگ معاشرے میں چھپی ہوئی قومیتوں کے مابین بھڑک اٹھے گی تو کون ہے جو اس کو بجھا سکے گا؟ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی نفرت کسی قوم کی پہچان بنی ہے نہ وہ خود زندہ رہی اور نہ ان کا ملک و مذہب! ــــ اور تاریخ اس پر بھی شاہد ہے کہ مسلمانوں پر نفرتوں کے سیاہ بادل سب سے پہلے اس وقت اُمڈے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے ہٹ کر عجمی طریقوں کو اپنایا گیا، انہی عجمی طریقوں نے نیا کی اپوزیشن پیدا کی پھر لوگوں نے انہی عجم زادوں کے فلسفوں کو قبول کیا کیونکہ انہوں نے نہایت خوبصورت طریقوں سے عورت کو گھر سے نکال کر اپنے فلسفہ ریاست اور عورت کو لازم و ملزوم بنا کر پیش کیا۔ اور لذتیت کے پرانے کافرانہ جال میں مسلمانوں کو پھنسا دیا۔ موجودہ عہد حکومت ماضی کی انہی یادوں کو تازہ کر رہا ہے اور ضیاء الحق کے عہد حکومت میں دبکے ہوئے عجمی منافق اور دولت زادے اب سر اٹھا رہے ہیں اور کوڈ ورڈ وہی "اپنا آدمی ہے"۔ لیکن سابقہ نفرتوں میں ایک مزید نفرت کی دیوی کا اضافہ ہوا ہے۔ اور وہ ہے سیاسی نفرت! جو سیاسی محبتوں کا مارا ہوا ہے وہ منصب دار ہے۔ موجودہ حکومت اس ظلم میں سابقہ حکومتوں سے بڑی مجرم ہوگی۔ اگر محبت و نفرت کا دارومدار صرف پی پی پی کا وجود سمجھا گیا۔ کیونکہ سابقہ نفرتوں کے پالے ہوئے سنپولیے اب اژدہا بن چکے ہیں۔ اور موجودہ حکومت نے اگر انہیں صرف اپنی محبت کے معیار کی بنا پر پالا پوسا تو پھر مرزائی، رافضی، سیکولرسٹ اور کمیونسٹ یہ عناصر اربعہ خبیثہ امتِ مسلمہ کو نفرتوں کی بنیاد پر تقسیم کر کے اپنے مذموم مکروہ اور ذلیل مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ طبقاتی کشمکش پر ان چاروں کا ایمان ہے اور اس طبقاتی کشمکش کی تخلیق کے لئے یہ منافق ہر روپ دھار لینے میں آمادہ ہیں۔ ہم نے بھٹو کے دور میں بھی یہی بات کہی اور اب بھی یہی کہتے ہیں۔

حکومت اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کر کے دعائی کو منسوخ کرے۔

علماء سے گذارش

۲۷ فروری کو راولپنڈی میں تمام مکاتب فکر کے علماء جمع ہوئے اور متحدہ علماء کنونشن کے نام سے اجتماع منعقد ہوا۔ مجلس احرار اسلام کو بھی دعوت نامہ پہنچا مگر ہم بوجوہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ علماء کرام کے جو فیصلے اخبارات کے ذریعہ منظر عام پر آئے وہ یہ ہیں :-

۱۔ عورت کی حکمرانی غیر شرعی ہے۔ تحریک چلانے کا اعلان ۔ فتوے پر پندرہ سو علماء کے دستخط۔

۲۔ اسلامی اتحاد کی حکومت پنجاب میں نفاذ اسلام کے لئے اقدامات کرے۔

۳۔ آٹھویں ترمیم ختم نہ کی جائے۔ ۴۔ ۱۰ مارچ یوم احتجاج ۵۔ وفاقی حکومت کی تقریبات کا بائیکاٹ

۶۔ مجاہدین افغانستان کی حمایت اور فتح پر مبارک باد

اس سلسلہ میں ۲۳ رکنی سپریم کونسل کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ کنونشن کے درج ذیل مقاصد سامنے آئے ہیں۔

۱۔ شریعت مصطفوی کا نفاذ ۲۔ خاتون کی حکمران سے نجات ۳۔ قادیانیت کی بیخ کنی۔

علماء کرام کے فیصلے اور مقاصد بڑے خوبصورت ہیں، مگر ہم بڑے ادب سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ جب انہوں نے مروجہ انتخابی نظام اور جمہوریت کو قبول کیا ہے تو پھر جمہوریت کے فیصلوں اور نتائج کو قبول کرنے سے انکار کیوں ہے؟ جمہوریت نے تو عورت کو ووٹ دینے، ووٹ لینے، الیکشن لڑنے، پارلیمنٹ میں جانے، اقتدار پر براجمان ہونے، جلسہ جلوس بازی اور بازی پلٹنے کا بھی حق دیا ہے۔ بلکہ وہ تمام حقوق دیئے ہیں جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے اور جمہوریت میں یہ انسانی آزادی ہے۔ مجلس احرار اسلام کا شروع دن سے یہ موقف ہے کہ اسلام میں جمہوریت نہیں، اور جمہوریت میں اسلام نہیں۔ دونوں الگ الگ نظریہ حیات اور نظام ریاست ہیں۔ اسلام اور جمہوریت بس بعد المشرقین ہے۔ ہماری تو جنگ ہی یہ ہے کہ "اسلام کفریہ نظاموں کے سہاروں کا محتاج نہیں، اور اسلام کا مقصد اسلام کی حکومت کے سوا کچھ نہیں۔

محترم علماء کرام! آپ غور فرمائیں کہ ایک طرف تو پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں مروجہ جمہوری پارلیمانی نظام کا حصہ اور پرزہ بن کر اسے قبول کر چکی ہیں۔ اور نظام کے سانچے میں ڈھل کر نفاذ اسلام کے خواب دیکھ رہی ہیں، دوسری طرف جمہوری فیصلے کے ذریعہ جب عورت اقتدار پر براجمان ہوئی ہے تو جمہوری دینی حلقے" جمہوری فیصلے کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے ہیں۔ عورت کی حکمرانی کی بحث اور جواز و عدم جواز تو اسلام میں ہے، جمہوریت میں نہیں۔

جمہوریت قبول کرکے بحث اسلام کی چھیڑنا۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

یہ ایک زبردست تضاد ہے کہ خود تو جمہوری عمل سے پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں۔ اور یہی عمل اگر بے نظیر زرداری کو وزیراعظم بناتا ہے تو وہ حرام ہے۔

ے تمہاری زلف میں آئی تو حُسن کہلائی

وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں ہے

مجلس احرار اسلام پاکستان کی واحد دینی جماعت ہے جس نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مروجہ الیکشن اور جمہوریت کو ایک کافرانہ نظام ریاست کہا اور لکھا۔ اکابر احرار نے برسوں پہلے جب دینی حلقوں کو جمہوریت کے موجودہ نتائج سے خبردار کیا تو احرار کی صدائے حق پر دینی حلقوں نے پھبتیاں اُڑائیں اور ناکام سیاسی سوچ کا طعنہ دیا گیا۔ احرار نے اس ناکردہ جرم کی پاداش میں موجودہ سیاسی منظر سے ہٹنے میں دریغ نہیں کیا، مگر نتائج کا سوالیہ نشان آپ کے سامنے ہے؟

علمائے کرام! ہم آپ کے مقاصد سے متفق ہیں اور نیت پر شبہ کئے بغیر پھر کہتے ہیں کہ اگر ان مصائب و مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا عزم ہے تو پھر پورے جمہوری نظام سے گلوخلاصی کیلئے جدوجہد کریں۔ نظام کا حصہ بن کر اس کے خلاف بات کرنا آپ کے منصب اور مقصد کی توہین ہے اور جدوجہد لاحاصل ہے۔ آپ اپنے متضاد سیاسی طرز عمل پر غور کریں۔ جب آپ خالصتاً دینی جدوجہد کا عزم کریں گے تو آپ ناقابل تسخیر قوت بن کر اُبھریں گے۔ افغان مجاہدین نے جو کامیابی حاصل کی ہے وہ جمہوریت کے ذریعہ نہیں، تبلیغ اور جہاد کے ذریعہ، یہی نفاذِ اسلام کے صحیح راستے ہیں۔ گزشتہ دنوں افغان مجاہدین کے ایک کمانڈر مولوی محمد یونس خالص نے راولپنڈی میں اخباری پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"حکومت بنانے کا حق صرف اور صرف علماء اور صلحاء کو ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اسلامی ممالک کی اکثریت نے موجودہ انتخابی نظام کو قبول کرلیا ہے جبکہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ دینی جماعتوں کا موجودہ انتشار اور علمائے کرام کے اختلافات بھی اسی نظام کو قبول کرنے کا نتیجہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ پاکستان کی تمام دینی تنظیموں کو بلکہ پوری ملت کو یہی کلمہ حق کہنے اور اسی کے تحت جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پاکستان کی دینی جماعتوں کے بزرگ اپنی اپنی صفوں کی تطہیر کریں کیونکہ ان صفوں میں ایسے سرمایہ دار اور مفاد پرست عناصر گھس گئے ہیں، جنہوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے علماء کی خدمت و احترام اور